تحقیقی مقالہ......تعارف اور طریقہ کار

مفتی امانت علی قاسمی

تحقیق اور اصول تحقیق کے موضوع پر عربی اور انگریزی زبان کے علاوہ اردو میں بھی کافی لکھا جا چکا ہے، اور آئے دن تحقیق کے موضوع پر کتابیں منظر عام پر آرہی ہیں، لیکن اردو زبان میں چند کتابیں اس موضوع پر بہت اہم ہیں جن میں ڈاکٹر گیان چند کی کتاب ''تحقیق کا فن'' ابواب ومضامین کے اعتبار سے اپنے موضوع کو محیط ہے؛ بلکہ اردو زبان میں اس موضوع پر مرجع کی حیثیت رکھتی ہے، ڈاکٹر جمیل جالبی اس کتاب کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

اس کتاب میں نہ صرف ان کی زندگی کے علمی وتحقیقی تجربوں اور وسیع گہرے مطالعے کا نچوڑ آ گیا ہے، بلکہ ترتیب کے ساتھ فن تحقیق کے وہ سارے پہلو آگئے ہیں جو تحقیق کرنے والے طالب علم، استاذ اور سب محققوں کے لئے نہایت مفید ہے۔ میری نظر سے اس موضوع پر ابھی تک کوئی ایسی کتاب نہیں گزری جس میں تحقیق کے سارے پہلوؤں اور طلبہ کی ضرورتوں کو سامنے رکھ کر کتاب لکھی گئی ہو، یہ کتاب تحقیق کے سلسلے میں اسی لئے ایک بنیادی حوالے کی کتاب کا درجہ رکھتی ہے (ڈاکٹر گیان چند، تحقیق کا فن، ص:۲، مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ۲۰۱۶ء)۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے جامع ہے، اس لئے میں اپنے عنوان کو اسی کتاب کے حوالے سے پیش کروں گا گویا میرا مضمون ''تحقیق کا فن'' کے بعض ابواب کا خلاصہ ہے البتہ بعض دوسری کتابوں سے بھی استفادہ کرتے ہوئے اس موضوع کو مختصر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کرونگا۔

تحقیق کی تعریف:

لغت میں تحقیق کے معنی چھان بین، کھوج اور تفتیش کے ہیں۔ تحقیق عربی زبان کا لفظ ہے اس کے اصلی حروف ح۔ق۔ق۔ ہیں اس کا مطلب ہے حق کو ثابت کرنا، حق کی طرف پھیرنا، حق کے معنی سچ کے بھی آتے ہیں اور حق سے دوسرا لفظ حقیقت بنا ہے یعنی تحقیق سچ یا حقیقت کی دریافت کا عمل ہے۔ اصطلاح میں ایک ایسے طرز مطالعہ کا نام

ہے جس میں موجود مواد کے صحیح یا غلط کو بعض مسلمات کی روشنی میں پرکھا جائے۔ ڈاکٹر عبدالحمید عباسی تحقیق کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

تحقیق کے معنی ہیں کسی مسئلہ (موضوع) کے بارے میں ایسے اسلوب سے کھوج لگانا کہ اس کی اصلی شکل خواہ معلوم ہو یا غیر معلوم اس طرح نمایاں ہو جائے کہ کسی قسم کا ابہام نہ رہے (عبدالحمید خاں عباسی، اصول تحقیق ص: ۷۷، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد ۲۰۰۲)

تحقیق کے مقاصد:

تحقیق کے بنیادی طور پر چار مقاصد ہیں (۱) غیر موجود حقائق کی دریافت (۲) موجود حقائق کا دوبارہ جائزہ لینا (۳) حدود علم کی توسیع (۴) مناسب اسلوب، ڈاکٹر ناگیندر، جو ہندی کے مشہور ناقد ہیں انہوں نے دو مقاصد کا اضافہ کیا ہے (۵) مواد کی تنقیح (۶) فکر کی مدد سے اصول کی تلاش

تحقیق کی قسمیں:

تحقیق کا عمل زندگی کے ہر شعبے میں ملتا ہے، بنیادی طور پر تحقیق کی دو قسمیں کی جاتی ہیں (۱) خالص یا نظریاتی تحقیق (۲) اطلاقی تحقیق۔

خالص تحقیق کو بنیادی تحقیق بھی کہتے ہیں، جس کا مقصد معلومات کا دائرہ وسیع کرنا ہوتا ہے، اس تحقیق میں بہت سے سوالات اور موضوع سے متعلق بہت سے گوشے کو بے نقاب کیا جاتا ہے، نئے حقائق کی فراہمی اور مختلف عوامل کے نظریات کے بارے میں تصوراتی ڈھانچے کی ترتیب بھی اس کے مقاصد میں شامل ہیں۔ اطلاقی تحقیق کا مقصد نتائج کی روشنی میں خالص تحقیق کو پرکھنا ہے، یعنی اس میں صرف معلومات کو حاصل کرنا مقصود نہیں ہے؛ بلکہ نتائج کو عملی شکل میں دیکھنا بھی مقصود ہوتا ہے (عبدالحمید خاں عباسی، اصول تحقیق ص: ۱۳۵، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلامی آباد ۲۰۰۲)

تحقیق کے مختلف میدانوں کا اگر جائزہ لیا جائے تو تحقیق کی دو قسمیں سامنے آتیں ہیں (۱) تجزیاتی تحقیق (۲) تاریخی تحقیق۔ لسانیات میں بھی یہی دو قسمیں اہم ہیں، زبانوں کا عہد بہ عہد ارتقاء دیکھنا تاریخی لسانیات ہے اور کسی زبان یا بولی کا ایک دور میں مطالعہ کرنا تجزیاتی تحقیق ہے۔ موضوع سے ہٹ کر تحقیق کی دو قسمیں ہیں (۱) سندی تحقیق (۲) غیر سندی تحقیق۔ سندی تحقیق وہ ہے جو یونیورسٹیوں میں ڈگری کے حصول کے لئے کی جاتی ہے، اور غیر سندی تحقیق ڈگری کے حصول کے لئے نہیں کی جاتی ہے، اسے عام طور پر ڈگری یافتہ اساتذہ یا دوسرے اہل شوق کرتے

ہیں۔سندی تحقیق کے لئے تین چیزیں لازم ہوتی ہیں جس کی وجہ سے یہ غیر سندی تحقیق کے مقابلہ میں ناقص ہوتی ہے (۱) اس کی تکمیل کے لئے مدت متعین ہوتی ہے (۲) اس میں نگراں کی ضرورت ہوتی ہے (۳) اس تحقیق کو ممتحوں کے سامنے سے گزرنا ہوتا ہے جبکہ غیر سندی تحقیق میں اسکالر بالکل آزاد ہوتا ہے اور اس کے لئے کوئی مدت نہیں ہوتی ہے۔

تنقید کا مفہوم:

تنقید کے لغوی معنی ہیں جانچ، پرکھ، تمیز، اور اصطلاحی معنی کسی مسئلہ میں اس انداز سے تحقیق کرنا کہ اس کے قوی یا ضعیف، یا اچھے یا برے پہلو سامنے آجائیں اور قاری پڑھ کر کہے کہ واقعی جانچ، پڑتال کے بعد ایک بات کہی گئی ہے، اصول تحقیق کے مصنف نے ڈاکٹر سید عبداللہ کے حوالے سے تنقید کی یہ تعریف نقل کی ہے۔

کسی موجود مواد کی خوبی یا خرابی، حسن و قبح اور جمال و بدصورتی کے متعلق چھان بین کرنا اور فیصلہ دینا نقاد کا کام ہے (عبدالحمید خاں عباسی، اصول تحقیق ص:۷۷، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد ۲۰۰۲)

تحقیق، تنقید کے درمیاں ربط و تعلق:

تحقیق و تنقید کے درمیان مختلف اعتبار سے فرق کیا جاتا ہے چند فرق یہاں درج کیا جاتا ہے (۱) تحقیق کا مقصد علم میں اضافہ ہے اور تنقید کا مقصد علم سے واقف کرانا ہے (۲) تحقیق میں دریافت پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اور تنقید میں پرکھ پر ڈاکٹر چندر بھان دونوں کے درمیان فرق کے تعلق سے لکھتے ہیں:

(۱) نقاد اپنی ذاتی پسند تک محدود رہ کر لکھ سکتا ہے محقق ذاتی پسندیدگی سے اوپر اٹھ کر ہی کامیاب ہوسکتا ہے (۲) نقاد موضوعی رہ کر ہی لکھ سکتا ہے محقق کو معروضی رہنا ضروری ہے (۳) محقق ایک مسئلہ پیش کرتا ہے اور اس کا ذہنی حل فراہم کرتا ہے نقاد صرف حقیقت کے انکشاف پر قانع ہوسکتا ہے اس کے لئے حل پیش کرنا ضروری نہیں (۴) محقق جملہ حقائق کو جمع کر کے اس کا تجزیہ کرتا ہے، نقاد کو جملہ حقائق پیش نظر رکھنا ضروری نہیں (۵) نقاد کا کام تشریح و تاویل ہے جبکہ محقق حقائق کی عملی طریقے سے گروہ بندی کرتا ہے (ڈاکٹر گیان چند، تحقیق کا فن، ص:۴۲، مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ۲۱۰۲ء)۔

محقق کے اوصاف:

تحقیق کا مقصد حقائق کو منظر عام پر لانا ہے اور یہ پورا کام محقق کو ہی انجام دینا ہوتا ہے اس لئے محقق کو تحقیق کے بنیادی لوازمات اور اوصاف سے متصف ہونا ضروری ہے، ان اوصاف کو چند زمروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

اخلاقی اوصاف: محقق کے اندر اخلاقی طور پر مندرجہ ذیل اوصاف کا ہونا ضروری ہے (۱) **سچائی وحق گوئی:** ایک محقق کے لئے ضروری ہے کہ وہ حق گوئی کی صفت سے متصف ہو اور روزانہ کی زندگی میں بھی سچائی کو اپنا شعار بنائے (۲) **غیر جانبداری:** محقق کو غیر متعصب اور غیر جانبدار ہونا چاہئے، تحقیق کے دوران جو حقیقت بھی سامنے آئے اسے منظر عام پر لانا چاہئے چاہے اگر چہ اس کے گروہ، مذہب، جماعت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، (۳) **ضدی اور ہٹ دھرم نہ ہو:** تحقیق سے پہلے اس نے جو مفروضہ قائم کیا ہے، تحقیق کے دوران اگر اس کے خلاف دلائل مل جائیں تو اپنا موقف تبدیل کرنے میں اسے کوئی تامل نہ ہو (۴) **تحقیق سے دنیوی فائدہ مقصود نہ ہو:** تحقیق برائے علم ہونی چاہئے، دنیوی فائدے، عہدے یا منصب کے حصول، یا کسی انعام کی لالچ میں نہیں ہونی چاہئے (۵) **تحقیق کی طرف رغبت ہو اور مزاج میں ڈٹ کر محنت کرنے کا جذبہ ہو:** تحقیق وہی کامیاب ہوتی ہے جس میں محقق کو موضوع سے خوب دلچسپی ہو اور خوب لگن سے محنت کرنے کا جذبہ ہے (۶) **بے صبری اور عجلت نہ ہو:** تحقیق ایک مشکل مرحلہ ہے بعض مرتبہ عجلت اور جلد بازی سے تحقیق کا مطلوبہ معیار حاصل نہیں ہو پاتا ہے اس لئے محقق جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے (۷) **معتدل مزاج ہونا چاہئے:** ایسا نہ ہو کہ جسے پسند کرے اسے آسمان پر پہونچا دے اور جسے ناپسند کرے اسے زمیں بوس کردے (۸) **علم کا غرور نہ ہو:** بلکہ طبیعت میں انکساری ہو کسی کی بات دلیل کی بنا پر قوی معلوم ہو تو اسے قبول کرنے میں تامل نہ ہو (۹) **اخلاقی جرأت ہو:** کسی کے خوف سے حق گوئی سے باز نہ رہے۔ (جاری ہے)

(بقیہ: مدیر اعلیٰ کے قلم سے) لیکن لاقانونیت کے جرم اور اس کی سزا کے نفاذ ضرورت پر تو پورے زور وشور سے بولا جائے اور توہین مذہب ورسالت کے جرم کی سزا کے نفاذ اور ضرورت پر خاموشی اختیار کی جائے اس طرح کے مجرموں کے لیے نرم گوشہ رکھا جائے تو یہ بھی ناانصافی اور ظلم ہے، مغربی میڈیا اور اس سے متاثر ہمارا ملکی میڈیا اس طرح کی ناانصافی میں مبتلا رہتا ہے، ناانصافی کی کوکھ سے قانونیت نہیں لاقانونیت جنم لیتی ہے اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ رسالت مآب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق ومحبت کی چنگاری، ایک عام مسلمان کی زندگی کا بھی سب سے قیمتی اثاثہ ہے۔ اس کے لیے کسی مدرسہ کے طالب علم، کسی مسجد کے مولوی، کسی اسلامی جامعہ کے عالم اور کسی بھی دینی جماعت کا ہونا ضروری نہیں، مردان یونیورسٹی کے اس واقعہ میں جذبات میں آنے والے عام طلبہ تھے اور ایسی سیاسی جماعتوں سے وابستہ تھے جن کے پس منظر میں مُلا، مسجد، مدرسہ نظر نہیں آتا، اگر مسجد ومدرسہ سے متعلق کوئی بندہ اس میں نظر آجاتا تو نہ معلوم ہمارا میڈیا مدارس کے خلاف کس قدر آسمان سر پر اٹھاتا!!! اس لیے یہ ایک حساس اور بہت حساس موضوع ہے اور اس کے لیے بنایا گیا قانون جس قدر فعال ہوگا اور اس میں جتنی شفافیت ہوگی، اسی قدر اس طرح کے واقعات کا سدِ باب ہو سکے گا، قانون، توہین رسالت کے جرم کرنے والے کو جہاں نشانِ عبرت بنائے وہاں کسی پر جھوٹا الزام لگانے والوں کو قرار واقعی سزا دے اسی سے توہین مذہب ورسالت کے جرم کا راستہ بھی رُکے گا اور غلط اور جھوٹا الزام لگانے کے جرم کا سدِ باب بھی ہو سکے گا۔